اَحْسَنُ الْکَلَامِ

فی رد القراءت خلف الامام



مصنف

حضور شیر نیپال استاذ الاساتذہ مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی دام ظلہم العالی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احسن الکلام

تصنیف

تاج الاسلام، شیر نیپال حضرت علامہ مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی علیہ الرحمہ
بانی: جامعہ حنفیہ غوثیہ، جنکپور رحمانیہ روڈ، جنکپور (نیپال)
وخانقاہ برکات لہنہ شریف (نیپال)

ناشر
البرکات اکیڈمی خانقاہ برکات لہنہ شریف، ضلع دھنوشہ، جنکپور (نیپال)

نام کتاب: **احسن الکلام**
مصنف: تاج الاسلام، حضرت علامہ مفتی **جیش محمد صدیقی** برکاتی علیہ الرحمہ
بانی: جامعہ حنفیہ غوثیہ، جنکپور رحمانیہ روڈ، جنکپور (نیپال)
وخانقاہ برکات لہنہ شریف (نیپال)
تاریخ تصنیف: ۲۸ / جمادی الاولیٰ ۱۴۰۹ھ

ترتیب: ابوالعطر محمد عبدالسلام امجدی برکاتی
استاذ جامعہ غوثیہ غریب نواز کھجرانہ اندور (ایم پی)
تخریج: حضرت مولانا مختار احمد فیضی ضیائی جونپوری
باراول: جمادی الاولیٰ ۱۴۳۵ھ، مطابق مارچ ۲۰۱۴ء
تعداد: ایک ہزار (۱۰۰۰)

ناشر: البرکات اکیڈمی خانقاہ برکات لہنہ شریف، ضلع دھنوشہ، جنکپور (نیپال)

{ ملنے کے پتے }

☆ مکتبہ حنفیہ ملحقہ جامعہ حنفیہ غوثیہ جنکپور (نیپال)
☆ البرکات اکیڈمی خانقاہ برکات لہنہ شریف (نیپال)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

-: پیش لفظ :-

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے ''**وماخلقت الجن والانس الا لیعبدون**'' اور میں نے جن وانس کو اپنی عبادت ومعرفت کے لئے وجود بخشا۔ اور تمام عبادتوں میں اہم نماز ہے جس کے وجوب واہمیت میں متعدد مقامات پر قرآن مجید میں مختلف تعبیر وانداز میں آیتیں وارد ہوئیں۔ یہ تو اس کا کرم ہے کہ اس نے ہر طاعت وبندگی اور نیکی کو عبادت کا درجہ بخشا۔

جن پانچ چیزوں پر بناء اسلام اور اساس دین ہے ان میں ایک اہم رکن اور اہم العبادات نماز ہے۔ جس میں دل کا نور، مومنوں کا سرور، نصیبۂ مؤمنین مقیمین الصلوٰۃ کی معراج وسعادت مندی ہے۔ نماز سے خدا کی قربت ومعرفت حاصل ہوتی ہے اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ سے مناجات کا سنہرا موقع بھی میسر ہوتا ہے۔

نماز ہر عاقل، بالغ مرد وعورت، آزاد وغلام، ملوک وخدام، ادنی واعلی مسلمان پر فرض عین ہے، جس کا منکر کافر اور تارک مستحق عتاب وعقاب ہے۔ مگر یاد رہے کہ آج کے فتنہ پرور، فریب دہ، گمراہ کن اور آزاد ذہن غیر مقلدین کی طرح بے قید وشرط نہیں کہ ہر بوالہوس بے تقلید ائمہ حکم لگا بیٹھے۔ بلکہ اس کے لئے شرائط وفرائض اور واجبات ومستحبات بھی ہیں۔

فرائض چھ ہیں جن میں تیسرا فرض قرأت ہے۔ فرمان باری ہے "**فاقرأوا ما تیسر من القرآن**"۔ لیکن یہ خطاب عام نہیں، بلکہ یہ حکم صرف امام اور منفرد کے لئے ہے، مقتدی کے لئے ہرگز نہیں۔ کیونکہ امام کی قرأت مقتدی کے لئے کافی ہے۔ یہی حکم منصوص اور تقاضہ آیت استماع وانصات ہے **وعلیہ اجماع الصحابہ**۔ تو امام کے پیچھے قرأت کرنا خرق اجماع صحابہ اور خلاف فرمان رسالت ''**علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین من بعدی**''۔ ہے۔ اور غیر مقلدین بے ایمان وبے دین ''**من شذ شذ فی النار**'' کا

مصداق ۔شوافع ان کلمات کا ہدف نہیں کہ وہ ایک امام مجتہد کے مقلد اور فرمان باری تعالی ''اطیعو اللہ واطیعواالرسول و اولی الامر'' پرعامل وکاربند، نیز اجروثواب کے مستحق ہیں۔

زیرنظر کتاب میں قرأت خلف الامام کے سلسلے میں دنیائے سنیت کی معتمد ومستند ہستی، مرجع فقہ وفتاوی،علم وفضل کے جبل شامخ،میدان فکروفن کے ماہر شہسوار، زہد وورع میں یکتائے روزگار، مرشدی استاذ مکرم حضرت علامہ مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی علیہ الرحمہ نے غیر مقلدین کے افکار شاطرہ، نظریات باطلہ بلکہ عوام الناس کو پھانسنے کے پھندے کوتارتارکرکے ان کے استدلالات رکیکہ، دلائل سخیفہ کا نہایت محققانہ انداز میں رد فرمایا ہے۔اوردلائل قاہرہ وبراہین ساطعہ کی روشنی میں یہ ثابت کردکھایا ہے کہ امام کے پیچھے قرأت کرنا جائز ودرست نہیں۔یہی امام اعظم ابوحنیفہ اورتمام علمائے احناف کا مسلک ہے اور جملہ مقلدین امام اعظم اس پر اب تک کاربند ہیں۔

اس کے علاوہ بھی آپ کی کئی اہم تالیفات وتصنیفات ہیں جن کے ذریعہ موصوف نے اہل سنت کی بے باک ترجمانی کی ہےاورفرق باطلہ کا زبردست تعاقب بھی۔یہ آپ کی سعی بلیغ اوران تھک کدوکاوش کا نتیجہ ہے کہ نیپال میں چمن اسلام ہرا بھرا نظر آرہا ہےاورآج بھی باطل آپ کی ہیبت وجلال کے سامنے مضطرب ومرتعش ہیں۔اللہ تعالی آپ کا سایہ مسلمانان اہل سنت پرشاخہائے طوبیٰ کی طرح درازفرمائےاورآپ کے مراتب ودرجات بلندفرمائےآمین!

سگ در برکات

گدائے مصطفی ابوالعطر محمد عبدالسلام امجدی برکاتی (تاراپٹی، نیپال)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی وفقنا بالایمان والاسلام وامرنا بالانصات والاستماع خلف الامام والصلوٰۃ والسلام علی نبیہ الذی اوضح ھٰذا الحکم والکلام واٰلہ واصحابہ ذی الفضل والاکرام۔

امابعد!

جب جماعت کے ساتھ نماز ہورہی ہوتو امام پر جہری نماز میں جہر کے ساتھ اور سری نماز میں آہستہ قرأت کرنا امام پر فرض ہے لیکن مقتدی پر قرأت کرنا جائز نہیں جب تک وہ مام کی اقتداء میں ہے۔ہاں اگر مقتدی مسبوق ہے تو باقی رکعت جوامام کے سلام کے بعد پڑھنے کے لئے کھڑا ہوگا تواس میں مقتدی پر بھی قرأت کرنا فرض ہے مگر آہستہ ۔یہی حکم قرآن اور منطوق احادیث صحیحہ ہے۔اس لئے مقتدی کو حالت اقتدا میں امام کے پیچھے قرآن مجید پڑھنا مطلقاً جائز نہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ارشادفرماتا ہے:

وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ۔

(پ۹ ع ۱۴۔الاعراف آیت ۲۰۴)

ترجمہ:اور جب قرآن پڑھا جائے تواسے کان لگا کرسنواور خاموش رہو کہ تم پر رحم ہو۔

اس آیت کریمہ سے قرأت خلف الامام (امام کے پیچھے قرأت کرنے) کی ممانعت صاف ظاہر ہے اور اس کے مقابلہ میں کوئی ایسی حدیث نہیں جس کو حجت قرار دیا جاسکے۔کیونکہ یہ آیت کریمہ منع عن القرأت خلف الامام کے سلسلے میں ہی نازل ہوئی ہے،مقتدی کیلئے خاموشی کے ساتھ قرآن مجید سننے کا یہ حکم اکد حالت نماز میں ہے،جبکہ امام قرأت قرآن میں مشغول ہو۔

شان نزول: امام زہری فرماتے ہیں کہ یہ آیت ایک انصاری نوجوان کے

متعلق نازل ہوئی، وہ نماز میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قرأت کرتا تھا۔اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔

(طبری ج۹ ص:۱۹۲)

اور حضرت ابوالعالیہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے صحابہ کرام کو نماز پڑھاتے تو جب آپ قرأت کرتے تو صحابہ کرام بھی آپ کے پیچھے قرأت کرتے۔چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی ''وَاِذَاقُرِیَ ا لقُراٰنُ فَاسْتَمِعُوْالَہٗ وَانْصِتُوالَعَلَّکُمْ تُرْحَمُونَ۔ پس قوم خاموش رہتی اور آپ قرأت کرتے۔

(درمنثور ج ۳)

اور حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ:

انصار میں سے ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز میں قرأت کی تو یہ آیت نازل ہوئی۔

(سنن کبریٰ للبیہقی ج ۲ ص ۱۵۵)

مدارک شریف میں اسی آیت کے تحت ہے:

ظاهره وجوب الاستماع والانصات وقت قرأة القرآن فی الصلاة وغیرها وفی الخازن فمقتضاه ان یکون الاستماع والسکوت واجبین وعن ابن مسعود انه سمع ناسایقرؤن مع الامام فلماانصرف قال اما اٰن لکم ان تفقهواواذا قرئ القران فاستمعوا له وانصتوا کما امرکم الله ملخصاً۔

یعنی قرآن شریف کی تلاوت کے وقت اس کا سننا اور چپ رہنا واجب ہے یہ تلاوت نماز میں ہو یا خارج نماز، یہی اس آیت سے ظاہر اور یہی اس کا مقتضا ہے۔اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کچھ لوگوں کو امام کے ساتھ ساتھ

قرآن پڑھتے سنا تو جب نماز سے فارغ ہوئے تو ارشاد فرمایا ابھی تک یہ وقت نہیں آیا کہ تم اس آیت کریمہ ''وَاِذَاقُرِیَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْالَہٗ وَاَنْصِتُوالَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ۔کو سمجھو جس طرح اللہ تبارک وتعالیٰ نے حکم فرمایا۔

وضاحت: مراد یہ ہے کہ مقتدی امام کے ساتھ قرأت نہ کرے بلکہ سنے اور خاموش رہے۔

صحیح مسلم شریف ج۱ ص ۱۷۴ میں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اذاصلیتم فاقیمواصفوفکم ثم لیؤمکم احدکم فاذا کبر فکبروا واذا قرأفانصتوا۔

ترجمہ: جب تم نماز پڑھوتو اپنی صفیں سیدھی کرو، پھر تم میں کوئی امامت کرے تو جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ قرآن پڑھنا شروع کردے تو تم چپ رہو۔

اور ترمذی شریف ج ۱ ص ۴۲ میں ہے:

"عن ابی نعیم وھب بن کیسان انہ سمع جابر بن عبداللہ یقول من صلی رکعۃ لم یقرأفیھا بام القرآن فلم یصل الاان یکون وراء الامام ھذا حدیث حسن صحیح۔

ترجمہ: حضرت جابر نے فرمایا جس نے کوئی رکعت بے سورہ فاتحہ کے پڑھی اس کی نماز نہ ہوئی مگر جب امام کے پیچھے ہو۔

وضاحت: اس حدیث شریف سے واضح ہے کہ مقتدی امام کے پیچھے ہرگز قراءت نہ کرے۔اور اس حدیث شریف کے بارے میں حافظ ابوعیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

اور نسائی شریف ص ۱۴۶ میں ہے:

عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم انما جعل الامام لیؤتم به فاذا کبر فکبروا واذا قرأ فانصتوا۔
ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا امام اس لیے بنایا گیا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے تو جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ قرآن پڑھنا شروع کردے تو خاموش رہو۔

اور اسی طرح ابوداؤد شریف ص ۱۰۵ پر ہے۔

اور مؤطا امام مالک میں ہے:

"عن نافع ان عبدالله ابن عمر کان اذا سئل هل یقرأ احد خلف الامام قال اذا صلی احدکم خلف الامام فحسبه قرأة الامام واذا صلی وحده فلیقرأ قال وکان عبدالله بن عمر لا یقرأ خلف الامام۔ (مؤطا امام مالك ص:۲۲،مطبوعه نظامی دهلی)

ترجمہ: حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے جب دریافت کیا جاتا تھا کہ امام کے پیچھے کوئی قرأت کرے؟ تو آپ فرماتے کہ جب تم میں کا کوئی امام کے پیچھے نماز ادا کرے تو امام کی قرأت اس کے لیے کافی ہے اور جب تنہا پڑھے تو قرأت کرے۔ اور خود عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما امام کے پیچھے قرأت نہیں کرتے تھے۔

اور مسلم شریف باب سجود التلاوۃ ص ۲۱۵ پر ہے:

"عن عطاء بن یسار انه اخبره انه سأل زید بن ثابت عن القرأة مع الامام فقال لا قرأة مع الامام فی شئ۔

ترجمہ: حضرت عطاء بن یسار سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت زید ابن ثابت رضی اللہ عنہ سے امام کے ساتھ قرأت کرنے کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا

امام کے ساتھ کسی قسم کی قرأت نہیں۔

اور مؤطا امام محمد میں ہے:

"قال محمد لاقرأة خلف الامام فیما جهر فیه ولا فیما لم یجهر بذلك جاءت عامة الأثار وهو قول ابی حنیفة رحمه الله۔

(مؤطا امام محمد ص:۹۶ مطبوعہ رضا اکیڈمی، ممبئ)

ترجمہ: امام الائمہ، مالک الازمنہ، سراج الامہ، کاشف الغمہ کے شاگرد رشید امام محمد رحمہ اللہ نے اپنی کتاب مستطاب مؤطا شریف میں فرمایا کہ امام کے پیچھے نہ جہری نماز میں قرأت ہے اور نہ سری نماز میں، اس کے ثبوت میں عام آثار آئے ہیں اور یہی قول امام اعظم رحمہ اللہ کا ہے۔

عن نافع عن ابن عمر قال من صلے خلف الامام کفتهٔ قرأتهٔ۔

(مؤطا امام محمد ص:۹۷ مطبوعہ رضا اکیڈمی، ممبئ)

ترجمہ: حضرت نافع سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ ابن فاروق اعظم رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھے تو اس کے لئے امام کی قرأت بس (کافی) ہے۔

عن ابن عمر انه سئل عن القرأة خلف الامام قال تکفیك قرأة الامام۔ (مؤطا امام محمد ص:۹۸ مطبوعہ رضا اکیڈمی، ممبئ)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے امام کے پیچھے قرأت کے بارے میں استفسار ہوا تو فرمایا تجھے امام کی قرأت کافی ہے۔

عن جابر ابن عبدالله عن النبی صلی الله علیه وسلم انه قال من صلی خلف الامام فان قرأة الامام له قرأة۔

(مؤطا امام محمد ص:۹۸ مطبوعہ رضا اکیڈمی، ممبئ، سنن کبری ج ۲ ص ۱۵۹)

ترجمہ: حضرت سیدنا جابر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور پرنور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو کوئی امام کی اقتدا میں نماز ادا کرے تو اس مقتدی کے واسطے امام کی قراءت ہی کافی ہے۔

عن ابی وائل قال سئل عبداللہ ابن مسعود عن القرأۃ خلف الام قال انصت فان فی الصلوٰۃ شغلا سیکفیك ذاك الامام۔

(مؤطاامام محمد ص:۹۹-۱۰۰ مطبوعہ رضا اکیڈمی، ممبئی)

ترجمہ: سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے امام کے پیچھے قراءت کے متعلق سوال ہوا فرمایا کہ خاموش رہ کہ نماز میں مشغولی ہے، امام تجھے اس کی کفایت کردے گا۔

عن علقمۃ ابن قیس ان عبداللہ ابن مسعود کان لایقرأ خلف الامام فیما یظھر فیہ وفیما یخافت فیہ فی الاولیین ولا فی الاخریین واذا صلی وحدہ قرأ فی الاولیین بفاتحۃ الکتاب وسورۃ ولم یقرأ فی الاخریین شیئا۔

(مؤطاامام محمد ص:۹۶ مطبوعہ رضا اکیڈمی، ممبئی)

ترجمہ: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ جب مقتدی ہوتے تو کسی نماز میں جہری ہو یا سری قرأت نہیں کرتے تھے، نہ پہلی دو رکعتوں میں اور نہ پچھلی میں۔ ہاں جب تنہا ہوتے تو صرف پہلی دو میں سورہ فاتحہ اور کوئی دوسری سورت پڑھتے اور اخیر کی دو رکعتوں میں کچھ بھی نہیں پڑھتے۔

عن علقمۃ بن قیس قال لان اعض علی جمرۃ احب الی من ان اقرأ خلف الامام۔ (مؤطاامام محمد ص:۱۰۰ مطبوعہ رضا اکیڈمی، ممبئی)

ترجمہ: حضرت علقمہ ابن قیس فرماتے ہیں البتہ آگ کی چنگاری منہ میں لینا مجھے اس سے زیادہ پیاری ہے کہ امام کے پیچھے قرأت کروں۔

عن ابراهیم قال ان اول من قرأخلف الامام رجل اتهم۔
(مؤطاامام محمد ص:۱۰۰ مطبوعہ رضا اکیڈمی، ممبئی)

ترجمہ: ابراہیم ابن سوید نخعی سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ جس شخص نے امام کے پیچھے سب سے پہلے قرأت کی وہ ایک مرد متہم تھا۔

یعنی امام کے پیچھے قرأت ایک بے اعتبار آدمی نے ایجاد کی۔

عن ابراهیم قال اول ما احدثوا القرأة خلف الامام و کانوا لا یقرؤن۔ (درمنثورج ۳ زیر آیت کریمہ)

ترجمہ: حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سب سے پہلے لوگوں نے جس نئی چیز کا (بدعت) کا ایجاد کیا وہ قرأت خلف الامام ہے۔

عن عبدالله بن شدادبن الهاد قال ام رسول الله صلی الله علیه وسلم فی العصر قال فقرأرجل خلفهٔ فغمزه الذی یلیه فلما ان صلیٰ قال لم غمزتنی قال کان رسول الله صلی الله علیه وسلم قد امك فکرهت ان تقرأخلفهٔ فسمعهٔ النبی صلی الله علیه وسلم قال من کان له امام فان قرأته له قراءة۔

(مؤطاامام محمد ص:۱۰۰-۱۰۱ مطبوعہ رضا اکیڈمی، ممبئی)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن شداد سے مروی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عصر کی امامت فرمائی تو آپ کے پیچھے ایک مقتدی نے قرأت شروع کردی تو ان کے بغل کے ایک نمازی نے اشارہ سے روکا، بعد نماز دریافت کیا کہ نماز کے اندر کیوں ٹوکا تھا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ تمہارے آگے حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم تھے، تو تیرا پڑھنا حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے مجھے اچھا نہ لگا۔ ان دونوں کے سوال وجواب کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سن لیا تو فرمایا کہ جس کا کوئی امام ہوتو

امام کی قرأت ہی مقتدی کی قرأت ہے۔

یعنی مقتدی کو قرأت کرنے کی کوئی حاجت نہیں ہے۔

عن بعض ولد سعد بن وقاص انه ذکر له ان سعداً قال وددت ان الذی یقرأ خلف الامام فی فیه جمرة۔

(مؤطا امام محمد ص:۱۰۱ مطبوعہ رضا اکیڈمی، ممبئی)

ترجمہ: سیدنا سعد ابن وقاص رضی اللہ عنہ سے کہ افاضل صحابہ وعشرہ مبشرہ ومقربان بارگاہ سے ہیں منقول ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا میرا جی چاہتا ہے کہ امام کے پیچھے قرأت کرنے والے کے منہ میں آگ کا انگارہ ہو۔

عن محمد بن عجلان ان عمر بن الخطاب قال لیت فی فم الذی یقرأ خلف الامام حجراً۔

(مؤطا امام محمد ص:۱۰۲ مطبوعہ رضا اکیڈمی، ممبئی)

ترجمہ: حضرت امیرالمومنین غیظ المنافقین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کاش جو شخص امام کے پیچھے قرأت کرے اس کے منہ میں پتھر ہو۔

عن موسیٰ بن سعد ابن زید بن ثابت یحدثه عن جده انه قال من قرأ خلف الامام فلا صلاة له۔

(مؤطا امام محمد ص:۱۰۲ مطبوعہ رضا اکیڈمی، ممبئی)

حضرت زید ابن ثابت اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں بیان فرمایا کہ جو شخص امام کے پیچھے قرأت کرے تو اس کی نماز نماز نہیں۔

عن المختار بن عبداللہ بن ابی لیلیٰ قال قال علی رضی اللہ عنہ من قرأ خلف الامام فلیس علی الفطرة

(شرح معانی الآثار ص ۱۲۸ مطبوعہ لاہور)

ترجمہ: حضرت مولیٰ علی مشکل کشا شیر خدا رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا جو شخص امام کے پیچھے تلاوت کرے وہ فطرت پر نہیں۔

عن عبداللہ بن ابی لیلی قال سمعت علیا یقول من قرأخلف الامام فقداخطأ الفطرۃ۔

(مصنف ابن عبدالرزاق ج ۲،ص ۱۳۷)

ترجمہ: عبداللہ بن ابی لیلیٰ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا جس نے امام کے پیچھے قرأت کی وہ دین فطرت پر نہیں۔

عن ابن مسعود قال لیت الذی یقرأ خلف الامام ملئی فوہ تراباً۔

(شرح معانی الآ ثار ص ۱۲۹ مطبوعہ لاہور)

ترجمہ: حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کاش جو امام کے پیچھے تلاوت قرآن کرے اس کے منہ میں مٹی بھر دی جاتی۔

عن عبیداللہ بن مقسم انہ سئل عبداللہ بن عمروزید بن ثابت وجابر بن عبداللہ فقالوا لاتقرؤاخلف الامام فی شئ من الصلوات۔

(شرح معانی الآ ثار ص ۱۲۹ مطبوعہ لاہور)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمر اور حضرت زید ابن ثابت اور جابر ابن عبداللہ نے فرمایا کہ امام کے پیچھے کسی نماز میں قرآن کی تلاوت نہ کر۔

عن ابی حمزۃ قال قلت لابن عباس اقرأوالامام بین یدی فقال لا۔ (شرح معانی الآ ثار ص ۱۲۹ مطبوعہ لاہور)

ترجمہ: ابوحمزہ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے

دریافت کیا کہ امام کے پیچھے قرأت کروں؟ تو فرمایا نہیں۔

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم انما جعل الامام لیؤتم بہ فاذا قرأ فانصتوا وقال ابودرداء اری ان الامام اذا ام القوم فقد کفاھم۔

(شرح معانی الآثارص ۱۰۶ مطبوعہ لاہور)

ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ امام اس لیے کیا گیا ہے کہ تم اس کی اقتدا کرو تو جب وہ قرأت کرے تو تم لوگ چپ رہو۔

اور ابودرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میری رائے یہ ہے کہ امام جب لوگوں کی امامت کریں تو ان کو وہ کافی ہیں۔(یعنی مقتدی کو قرأت کی ضرورت نہیں)۔

عن انس قال صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم اقبل بوجھہ فقال اتقرون والامام یقرأ فسکتوافسئالھم ثلثا فقالوا انالنفعل قال فلا تفعلوا۔

(شرح معانی الآثارص ۱۲۸ مطبوعہ لاہور)

ترجمہ: انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوکر مقتدی کی جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ امام کے ساتھ تم لوگ بھی قرأت کرتے ہو؟ صحابہ کرام خاموش رہے۔مکرر دریافت فرمانے پر عرض گزار ہوئے کہ ہاں! ارشاد ہوا اب ایسا نہ کرو۔(یعنی امام کے پیچھے قرأت ترک کردو)۔

عن عمرا ن بن حصین قال ان النبی ﷺصلی الظھر فجاء رجل فقرأ خلفہ ب "سبح اسم ربک الاعلیٰ"۔ فلما فرغ قال ایکم قرأ؟ قالوا

رجل قال قد عرفت ان بعضکم خالجنیھا۔
(ابوداؤد ج ا: باب من رأی القرأۃ اذالم یجھر)

ترجمہ: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز پڑھائی، ایک شخص آیا اور اس نے آپ کے پیچھے "سبح اسم ربك الاعلی" پڑھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا تم میں سے کس نے قرأت کی؟ لوگوں نے عرض کیا ایک شخص نے، فرمایا میں نے جانا کہ تم میں سے بعض نے مجھ سے قرأت میں منازعت کی۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

قال رسو ل اللہ ﷺ اذا قرأ الامام فانصتوا فاذا عند القعدۃ فلیکن اول ذکر احدکم التشھد۔ (سنن ابن ماجہ ص ٦١)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب امام قرأت کرے تو تم چپ رہو اور جب قعدہ میں پہنچے تو تمہارا پہلا ذکر تشہد ہو۔

اور ہدایہ اولین ص ١٠٠ پر ہے:

ولا یقرء الموتم خلف الامام خلافاللشافعی فی الفاتحۃ لہ ان القرأۃ رکن من الارکان فیشترکان فیہ ولنا قولہ علیہ السلام من کان لہ امام فقراءۃ الامام لہ قراءۃ وعلیہ اجماع الصحابۃ رضی اللہ عنہم وھورکن مشترك بینھما لکن حظ المقتدی الانصات والاستماع قال علیہ السلام واذا قرأ فانصتوا ویستحسن علی سبیل الاحتیاط فیما یروی عن محمد رحمہ اللہ ویکرہ عندھما لما فیہ من الو عید ویستمع وینصت وان قرأ الامام اٰیۃ الترغیب والترھیب لان الاستماع والا نصات فرض بالنص والقرأۃ وسوا ال الجنۃ والتعوذ من النار کل ذالك مخل بہ۔

ترجمہ: مقتدی امام کے پیچھے قراءت نہ کرے۔ سورہ فاتحہ کے سلسلے میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا اختلاف ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ سورہ فاتحہ کا پڑھنا رکنوں میں سے ایک رکن ہے تو امام ومقتدی دونوں اس میں شریک ہوں گے۔ ہم احناف کی دلیل یہ ہے کہ آقائے نامدار سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس کا امام ہو تو امام کا پڑھنا مقتدی ہی کا پڑھنا ہے اور اس پر صحابہ کرام علیہم الرحمۃ والرضوان کا اجماع قائم ہو چکا ہے۔ اور قرأت امام ومقتدی دونوں میں مشترک ہے لیکن مقتدی کے حصہ میں خاموشی اور سننا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ جب امام قرأت کرے تو تم چپ رہو۔ اور علیٰ سبیل الاحتیاط امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں قرأت کو مستحسن سمجھا گیا ہے اور شیخین کے نزدیک قرأت مکروہ ہے کیوں کہ امام کے پیچھے قرأت کرنے میں وعید آئی ہے۔ مقتدی کے ذمہ آیت قرآنی کا سننا اور چپ رہنا نص قرآنی سے فرض ہے۔ اور قرأت اور سوال جنت اور دوزخ سے پناہ مانگنا اس کے اندر خلل انداز ہوں گے۔

اور اس کے حاشیہ پر ہے:

قوله اجماع الصحابة سمّاه اجماعاً باعتبار الاكثر وقدروى منع القرأة عن ثمانين نفراً من الصحابة ۱۲ عينى وقوله يكره المراد كراهة التحريم كما يفيده قول المصنف لما فيه من الوعيد وقوله فيما يروى عن محمد وقال شمس الائمة السرخسى تفسد صلاته فى قول عدة من الصحابة وعن عبدالله البلخى انه قال يملأفوه من التراب وقيل يستحب ان يكسر اسنانه وقال على من قرأخلف الامام القى على فيه تراباً وعن على قال رجل للنبى صلى الله عليه وعلىٰ اٰله وسلم من قرأ خلف الامام ففى فيه جمرة۔

یعنی متن کی عبارت میں مکروہ سے مراد مکروہ تحریمی ہے۔ اسّی صحابہ کرام نے امام کے پیچھے قرأت کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اور امام سرخسی نے فرمایا کہ امام کے پیچھے

قرأت کرنے والے کی نماز بہت سے صحابہ کے قول میں فاسد ہوجاتی ہے۔اور عبداللہ بلخی کا ارشاد ہے امام کے پیچھے تلاوت کرنے والے کے منہ میں مٹی بھردی جائے۔اور کہا گیا ہے کہ اس کے دانت توڑ دینے بہتر ہیں۔اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جوامام کے پیچھے قرأت کرے اس کے منہ میں بالوڈال دیا جائے۔آپ سے ہی روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ امام کے پیچھے قرأت کروں یا چپ رہوں؟ تو ارشاد فرمایا بلکہ چپ رہو تجھے یہی کافی ہے۔اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جوامام کے پیچھے قرآن کی تلاوت کرے تو اس کے منہ میں آگ کی چنگاری ہو۔

اور صاحب فتح القدیر تحریر فرماتے ہیں:

قد روی عن عبد الله بن زید بن اسلم عن ابیه قال کان عشرة من اصحاب النبی ﷺ ینهون عن القرأة خلف الامام اشد النهی ابو بکر الصدیق وعمر بن الخطاب و عثمان بن العفان و علی بن ابی طالب و عبد الرحمن بن عوف وسعد بن وقاص و عبد الله بن مسعود وزید بن ثابت وعبد الله بن عمر وعبد الله بن عباس رضی الله عنهم۔

(فتح القدیر ج ا ص:۲۳۸)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن زید بن اسلم رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم دس حضرات امام کے پیچھے قرأ کرنے کو سختی سے منع کرتے تھے۔وہ دس صحابہ یہ ہیں: حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اعظم، حضرت عثمان غنی، حضرت مولیٰ علی، حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت سعد بن وقاص، حضرت عبد اللہ بن مسعود، حضرت زید بن ثابت، حضرت عبد اللہ بن عمر حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنھم اجمعین۔

اور شرح وقایہ جلد اول ص ۱۵۰ پر ہے:

"ولا یقرأ المؤتم بل یستمع وینصت قال الله" اذا قرئ القرآن فاستمعوا له و انصتوا "وقال علیه السلام اذا کبر الامام فکبروا واذا قرأفانصتو او قال علیه السلام من کان له امام فقرأة الامام قرأة له وقال علیه السلام مالی انازع فی القرآن وسکوت الامام لیقرأ المؤتم قلب الموضوع۔

ترجمہ: مقتدی چپ رہے اور سنے اور کچھ نہ پڑھے کہ ارشاد ربانی ہے ''جب قرآن پڑھا جائے تو کان لگا کر سنو اور خاموش رہو''۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ جب امام تکبیر کہے تو تکبیر کہو اور جب قرآن کی تلاوت شروع کرے تو چپ ہو جاؤ۔ اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ سلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس کا کوئی امام ہو تو اس کا پڑھنا ہی مقتدی کا پڑھنا ہے۔ اور حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ کیا ہوا مجھے کہ قرآن کی تلاوت میں جھگڑا کیا جا رہا ہوں۔

اور اس کے حاشیہ پر ہے:

قوله وقال الخ هذا الحديث اخرج مالك فی المؤطا عن ابی هریرة ان رسول الله (صلی الله علیه وسلم) انصرف من صلوٰة جهر فیها بالقرأة فقال هل قرأ معی منکم احد فقال رجل انا یارسول الله!فقال رسول الله انی اقول مالی انازع القراٰن فانتهی الناس عن القرأة خلف رسول الله صلی الله علیه وسلم فیما جهر به من الصلواة حین سمعوا من ذلك و کذا اخرجه ابوداؤد والترمذی، والنسائی والطحاوی والشافعی واحمد وغیرهم۔

ترجمہ: مؤطا امام مالک رضی اللہ عنہ میں یہ حدیث یوں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز جہری سے فارغ ہو کر ارشاد فرمایا کیا کوئی تم میں کا میرے ساتھ نماز کے

اندر قرأت کی ہے؟ ایک مرد نے کہاہاں! میں نے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں کہتا ہوں کہ کیوں قرآن پڑھنے میں نزاع کیا جارہا ہوں۔ اس کے بعد سے لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے قرأت کرنے سے جہری نماز میں رک گئے۔ ایسا ہی ابوداؤد، ترمذی، نسائی، طحاوی، شافعی، احمد وغیرہم نے تخریج کی ہے۔

قال علی من قرأ خلف الامام فقد اخطأ السنة۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ج ا ص ۳۳۰)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے امام کے پیچھے قرأت کی تو اس نے سنت کے خلاف کیا۔

اقول: سری (نماز) میں بھی (قرأت کرنے سے) رک گئے جیسا کہ دوسری بہت سی روایتوں میں منقول وماثور ہے۔ کمارویناہ عن المؤطا للامام محمد وشرح معانی الأثار وغیرھما۔

(سری میں تو مقتدی قرأت اس لئے نہں کرسکتا کہ قرآن میں دو لفظ آئے ہیں ایک ''استماع''، جس کا معنی ہے غور سے سننا۔ اس پر اسی وقت عمل ہوگا جب امام جہری نماز میں قرأت کرے تو مقتدی خاموش رہے اور غور سے سنے۔ اب اگر مقتدی بھی قرأت کرنے لگے تو غور سے سننا کہاں؟ لہذا ضروری ہے کہ مقتدی خاموش رہے۔ اور دوسرا ''انصات'' ہے جس کا معنی ہے ''چپ رہنا'' چاہے جہری نماز ہو یا سری۔ کیونکہ اگر سری میں مقتدی قرأت کرے گا تو چپ رہنا نہیں پایا جائے گا تو آیت کے دوسرے ٹکڑے پر بھی عمل نہیں ہو پائے گا۔ لہذا عمل کے لئے ضروری ہے کہ مقتدی ہر نماز میں امام کے پیچھے خاموش رہے اور قرأت نہ کرے۔ (امجدی)

اور نماز سری میں حضرت امام محمد بن شیبانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روایت استحباب پر محمول

ہے۔کما قالہ فی الدر المختار۔خود تصانیف امام محمد میں عدم جواز مصرح۔آثار میں فرماتے ہیں یہی مذہب ہمارا مختار اوراسی پر عامۂ حدیث واخبار وارد۔

اور فرمایا ایک جماعت صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین قرأت مقتدی کو مفسد نماز کہتی ہے۔اور **اقوی الدلیلین** پر عمل کرنے میں احتیاط ہے۔مؤطا میں بہت آثارروایت فرمائے جن سے عدم جواز ثابت۔

قالہ الشیخ المحقق مولانا عبدالحق المحدث الدهلوی قدس سرهٔ العزیز فی اللمعات۔

بایں ہمہ خلاف تصریحات امام ایک روایت مرجوحہ مجروحہ سے نماز سری میں جواز خواہ مخواہ استحباب قرأت ان کا مذہب ٹھہرانا اور فقہ حنفی میں اس کا وجود سمجھنا محض باطل ووہم عاطل۔ہمارے علمائے مجتہدین بالاتفاق عدم جواز کے قائل ہیں اور یہی مذہب جمہور صحابہ وتابعین کا ہے۔**کما قال اعلیٰ حضرت مجددالدین والملة الامام احمد رضا خان قدس سره العزیز فی الفتاویٰ الرضویة۔**

اورنورالایضاح ص ۲۰ پر ہے:

ولا یقرأالموتم بل یستمع وینصت وان قرأ کرہ تحریماً و کذافی کنزالدقائق والدرالمختار وردالمحتار والقدوری۔

ترجمہ: اور مقتدی قرأت نہ کرے بلکہ غور سے سنے اور خاموش رہے اور اگر قرأت کرے گاتومکروہ تحریمی کامرتکب ہوگا۔ ایسے ہی کنز الدقائق،درمختار،ردالمحتار اورقدوری میں ہے۔

غرض فقہ حنفی کی ساری کتابوں میں تصریح موجود ہے کہ امام کے پیچھے قرأت ممنوع وناجائز ہے۔

حاصل مطالعہ:

مذکورہ بالا آیت قرآنیہ واحادیث نبویہ وآثار صحابہ واقوال ائمہ سے بفضل اللہ وبحمد اللہ وبکرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرأت خلف الامام کی ممانعت ثابت اور مذہب حنفیہ کی حقانیت وصداقت آفتاب نیم روز کی طرح روشن ومبین۔مخالفین غیر مقلدین کے پاس کوئی حدیث، کوئی دلیل ایسی نہیں جس کو ان دلائل قاطعہ اور براہین ساطعہ کے مقابل پیش کر سکے۔

غیر مقلدین کا استدلال سخیف

قرأت خلف الامام کی تائید میں سب سے زیادہ اعتماد جس حدیث پر کیا جاتا ہے جسے ان (غیر مقلدین) کا مدار مذہب کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا، صحیحین کی حدیث **لاصلوٰۃ الابفاتحۃ الکتاب**۔ ہے کہ نماز بے فاتحہ کے نہیں ہوتی۔

دوسری دلیل: حدیث مسلم شریف ''من صلیٰ صلوٰۃ لم یقرأفیھا بأم القرآن فھی خداج ھی خداج غیر تام۔

ترجمہ جس نے کوئی نماز بے فاتحہ پڑھی وہ ناقص ہے ناقص ہے ناقص ہے۔

کورنظروں کے استدلال کا جواب

جواب یہ ہے کہ یہ حدیث تمہارے لئے مفید نہ ہمارے لئے مضر۔اس سے قرأت خلف الامام کا وجوب ہر گز ثابت نہ ہوگا۔ بلکہ صرف اتنا ثابت ہوتا ہے کہ سورہ فاتحہ کے بغیر نماز تام نہیں ہوتی۔ ہم خود مانتے ہیں کہ بے فاتحہ امام کی ہوخواہ مقتدی کی نماز کامل نہیں ہوتی۔مگر مقتدی کے حق میں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے لیے امام کی قرأت کافی ہے اور امام کا پڑھنا بعینہ مقتدی کا پڑھنا ہے کمامر سابقاً۔ یہ تم نے کہاں سے سمجھ لیا کہ مقتدی جب تک خود نہ پڑھے

گا اس کی نماز بے فاتحہ رہے گی اور فاسد ہوجائے گی؟ جب امام قرأت کرے گا تو اس کی بھی قرأت حکماً ہوجائے گی۔ آخر "قرأة الامام قراءة له" کا کیا مطلب ہوگا؟ تو امام کے پیچھے قرأت نہ کرنے سے قرآن وحدیث دونوں پر عمل ہوجاتا ہے۔ اور پیچھے قرأت کرنے سے آیت قرآن پر عمل نہیں ہوسکے گا۔ لہٰذا ضروری ہے کہ امام کے پیچھے قرأت نہ کرے۔

دوسرا جواب:

اگر بر سبیل تنزل مان بھی لیا جائے کہ مذکورہ دونوں حدیثوں سے قرأت خلف الامام ثابت ہے تو ہم جواب دیں گے کہ یہ دونوں حدیث منسوخ ہیں اور قرآن کے ہوتے ہوئے حدیث سے حجت پکڑنا دھوکہ دہی وفریب ہے۔

اور حضرت محمد بن کعب القرظی سے مروی ہے کہ:

جب رسول اللہ ﷺ نماز میں قرأت کرتے تو آپ کی اقتداء میں پڑھنے والے آپ ہی کی مثل پڑھتے۔ جب آپ ﷺ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہتے تو وہ بھی آپ ﷺ کے کہنے کی طرح کہتے۔ یہاں تک کہ فاتحۃ الکتاب اور سورت مکمل ہو جاتی۔ جب تک اللہ تعالیٰ نے اسے باقی رکھنا چاہا اسی طرح ہوتا رہا۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی "وَاِذَاقُرِیَٔ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوا لَهٗ وَ اَنْصِتُوا" پھر آپ ﷺ قرأت کرتے اور وہ خاموش رہتے۔

(سنن منصور ابن سعید ج ۵ ص ۱۸۱)

اس آیت میں حکم ہے کہ جب قرآن پڑھا جائے تو خاموش رہو اور غور سے سنو۔ اور یہ بات بدیہی ہے کہ سورہ فاتحہ بھی قرآن ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ امام کے فاتحہ پڑھنے کے وقت مقتدی قرأت نہ کرے بلکہ خاموش سنے۔ (امجدی)

غیر مقلدین سے چند سوالات:

ان سے پوچھئے کہ (۱) کوئی رکوع میں امام کے ساتھ ملا اس کو وہ رکعت ملی یا نہیں؟ اگر ملی تو بے فاتحہ کیسے مل گئی؟ (۲) یہ فاتحہ شروع کیا کہ امام رکوع میں چلا گیا اب یہ فاتحہ پڑھے یا رکوع میں جائے؟ (۳) اس نے فاتحہ شروع کی اور امام نے **ولاالضالین** کہا یہ آمین کب کہے؟ (۴) درمیان فاتحہ میں اگر آمین کہے گا تو اس کا ثبوت کس حدیث میں ہے؟ (۵) اگر اپنی فاتحہ ختم کرنے کے بعد کہے گا تو امام کے **ولاالضالین** پر کیا کہے گا؟ جو جواب دو حدیث دیکھا کردو۔ آمین کا ثبوت بخاری کے کس حدیث سے ہے؟

پھر ان غیر مقلدین وہابیہ سے جن پر بوجوہ کثیرہ کفر لازم وثابت مسائل فروع میں گفتگو سے کیا حاصل؟ انہیں ان مسئلوں میں دخل دینے کا کیا حق؟ مقتدی فاتحہ پڑھے نہ پڑھے، آمین بلند آواز سے کہے یا آہستہ، تراویح آٹھ یا بیس، وتر ایک رکعت ہو یا تین، یہ سب اس پر موقوف کہ ان کی نماز بھی صحیح ہو، جس کا اسلام ہی صحیح ودرست نہیں اس کی نماز کیوں کر صحیح ودرست ہو سکتی ہے۔ وہ ان مسائل میں جس طرح بھی عمل کریں باطل وعاطل، پہلے وہ اپنا ایمان ثابت کر دکھائیں۔

ان کے پیشواؤں نے شان رسالت میں گستاخی کی ہیں، یہ ایسے ہیں کہ مسلمانوں کو ان سے ملنا جلنا جائز نہیں، نہ ان کے پاس بیٹھنا اٹھنا جائز، نہ ان کی بیمار پرسی جائز، مرجائے تو نہ جنازہ کی نماز جائز، نہ مسلمانوں کی قبرستان میں دفنانا جائز۔

قرآن حکیم کا ارشاد ہے:

فلاتقعد بعد الذکریٰ مع القوم الظّٰلمین۔ یعنی راہ راست پر آجانے کے بعد ظالم قوموں کے پاس نہ بیٹھو۔ اور حدیث شریف میں ہے:

ایاکم و ایاھم لا یضلونکم و لا یفتنونکم۔

سارے باطل فرقے وہابی، دیوبندی، چکڑالوی، رافضی تبلیغی، قادیانی وغیرہم سے دور رہو، ان کو اپنے سے دور کرو کہیں وہ تمہیں گمراہ اور بے دین نہ کردیں، کہیں آپس میں فتنہ وفساد برپا نہ کردیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

محمد جیش صدیقی برکاتی

جامعہ حنفیہ غوثیہ جنکپور ۲ (نیپال)

۲۸/۵/۱۴۰۹

ھٰذا ماقال شیخنا العالم المطاع فھو الحق والصواب والحق احق ان یتبع۔

واللہ اعلم بالصواب۔

احمد حسین البرکاتی

خادم الجامعۃ الحنفیہ الغوثیہ جنکپور (نیپال)

۲۸/۵/۱۴۰۹